مفت سلسلہ اشاعت 79

بزرگانِ دین کے تبرکات کا اسلام میں کیا مقام ہے؟

بدر الانوار

از قلم
الحافظ القاری المفتی محمد احمد رضا خان صاحب

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ ﷺ

نام کتاب : بدرالانوار

مصنف : اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام اہلسنّت
الشاہ امام احمد رضاخان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ

ضخامت : ۴۸ صفحات

تعداد : ۲۰۰۰

مفت سلسلہ اشاعت : ۷۹

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان نے امام اہلسنّت علیہ الرحمہ کی تصانیف کو زیور طباعت سے آراستہ کر کے عوام الناس تک پہنچانے کا تہیہ کیا ہوا ہے زیر نظر کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

۸۸۸۸ تا ۸ ۸

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار کراچی۔

تقدیم

انبیاء کرام علیہم السلام واولیائے عظام رضی اللہ عنہم کے اجسام مقدسہ سے تعلق رکھنے والی ہر چیز متبرک ہے' بنیادی طور پر اسلام میں بزرگان دین کے آثار و تبرکات کی اہمیت کو تسلیم کیا گیا ہے اور مسلمانوں کو ان کی تعظیم و تکریم اس لئے کرنے کا حکم دیا گیا ہے کہ یہ تمام چیزیں بالآخر خدا کی یاد اور اس کے قرب کا ذریعہ ہیں۔ قرآن نے ان تبرکات کو "شعائرِ اللہ" اور "آیاتِ اللہ" سے تعبیر کیا ہے' صفا اور مروہ دو مشہور پہاڑ ہیں' جن پر حاجی صاحبان دورانِ حج چڑھتے ہیں اور ان کے درمیان سعی کرتے ہیں۔ اس تمام تگ و دو کی حقیقت تاریخی طور پر صرف اتنی ہے کہ اللہ کی ایک نیک بندی ہاجرہ علیہا السلام اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کے لئے پانی کی طلب میں اس مقام پر دوڑتی تھیں اور ان پہاڑیوں پر چڑھتی تھیں اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادا پسند آئی کیونکہ اس میں تلاشِ مقصود کے لئے جس لگن کا اظہار تھا اور اس کے لیے جو عملی کاوش تھی وہی عبدِ مومن میں پیدا ہونی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دو پہاڑیوں کو جنھیں اللہ کی نیک بندی سے ایک گونہ تعلق ہو گیا تھا "شعائرِ اللہ" سے تعبیر فرمایا، ارشاد ہوا :۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۔

یقیناً صفا اور مروہ اللہ کے شعائر میں سے ہیں۔

پھر فرمایا: ....

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ

اور جو بھی اللہ کے شعائر کی تعظیم کرے گا تو یہ (تعظیم) دلوں کی پرہیزگاری کی وجہ سے ہے۔

قرآن کریم نے بیت اللہ اور اس کے چپہ چپہ کو اپنی کھلی ہوئی نشانیوں کا مرکز قرار دیا ہے' جب ہم تاریخ کے آئینے میں ان تمام نشانیوں کو دیکھتے ہیں' جنھیں اللہ کی نشانیاں قرار دیا گیا ہے...... تو یہ سب کی سب اللہ کے نیک بندوں سے کوئی نہ کوئی نسبت رکھتی ہیں۔

قرآن کریم میں ہے :۔

فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ

اس میں (نشانیاں) واضح ہیں (مثلاً) مقام ابراہیم ہے۔

اس آیت میں پوری وضاحت سے بتادیا گیا کہ وہ پتھر جس پر کھڑے ہو کر ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کی وہ بھی "آیہ مبینہ" ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ بزرگانِ دین کے تبرکات اسلام میں ایک اہم مقام رکھتے ہیں اور ان کی تعظیم و تکریم کسی طرح بھی شرک نہیں بلکہ عین توحید ہے' اور خدا کی عظمتِ شان کی معرفت کا زینہ ہے۔ حضور ﷺ اور امت کے بزرگانِ دین کے تبرکات بھی اب تک موجود ہیں' اور ان کا انکار کرنا ایسا ہے جیسا کہ بعض لوگ احادیث کا انکار کرتے ہیں...... اگر کچھ ضعیف حدیثیں ہیں تو اس کا مطلب یہ کب ہوا کہ تمام احادیث پر ضعف کا حکم بہ یک مشت تھوپ دیا جائے' اور اگر

کہیں کچھ جعلی تبرکات ہیں تو حقیقی آثار و تبرکات کے انکار کی کیا وجہ ہے؟ اس اجمال کی تفصیل اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رسالہ "بدر الانوار فی آداب الآثار' میں ملاحظہ ہو۔

رسالہ کے نام کا ترجمہ یہ ہے :

آثار (نشانات) کے آداب میں انوار کا چاند

مرتب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فصل اول

مسئلہ : ....

از اجمیر شریف درگاہ معلیٰ' مرسلہ حضرت سید حبیب اللہ قادری' دمشقی' طرابلسی' شامی'

۲۸ جمادی الآخرۃ ۱۳۲۳ھ ۔ ماقولکم دام فضلکم

ایک شخص اپنے وعظ میں صاف انکار کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا کوئی تبرک اور حضور کے آثار شریفہ سے کوئی چیز اصلاً[۱] باقی نہیں' نہ صحابہ کرام کے پاس تبرکات شریفہ سے کچھ تھا نہ کبھی کسی نبی کے آثار سے کچھ تھا ...... امید کہ اس کا جواب بحوالہ احادیث وکتاب ارشاد ہو۔ بینوا توجروا۔

الجواب :۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد لله حمد ایکا فئنی فضله وانعامه و یحلنا برضاه دار المقامة دار اذات برکة وسلامة لا مخافة فیها و لا سأمة والصلوة والسلام علی نبی التهامة خیر من لبس الجبة والنعل والعمامة وعلی اله وصحبه ذوی الکرامة الناصحین لامته المبلغین احکامه المعظمین

۱۔ بالکل......(مرتب)

آثاره بعده وامامه صلاة تنمی و تنمی الی یوم القیمة

اما بعد یہ فتاویٰ ہیں متعلق تبرکات شریفہ و آثار لطیفہ کہ ان کا ادب کیسا ہے اور ان کے ثبوت میں کیا دیکھا ہے' اور بے سند ہوں تو کیا کرنا چاہئے اور زیارت پر نذرانہ لینے، دینے، مانگنے کے مسئلے جن کا فقیر سے سوال ہوا' اور مجموع کا بدر الانوار فی آداب الاثار (۱۳۲۶ھ) نام ٹھہرا۔

والحمد لله رب العالمین والصلوة علی المولی و اله اجمعین۔

ایسا شخص آیات و احادیث کا منکر اور سخت جاہل خاسر یا کمال گمراہ فاجر ہے' اس پر توبہ فرض ہے اور بعد اطلاع بھی تائب نہ ہو تو ضرور گمراہ بد دین ہے' اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

دلیل (۱) :۔

اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّہُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ
فِیۡہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبۡرٰہِیۡمَ

ترجمہ : بے شک سب میں پہلا گھر کہ لوگوں کے لئے مقرر فرمایا گیا وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور سارے جہاں کو راہ دکھاتا ہے اس میں کھلی نشانیاں ہیں ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ۔

جس پر کھڑے ہو کر انھوں نے کعبہ معظمہ بنایا اور ان کے قدم پاک کا نشان اس میں بن گیا۔ اجلہ محدثین عبد بن حمید و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم وارزقی نے امام اجل مجاہد تلمیذ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آیہ کریمہ کی تفسیر میں روایت کی۔

قال اثر قدمیه فی المقام اية بينة

فرمایا:۔ کہ سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے دونوں قدم پاک کا اس پتھر میں نشان ہو جانا یہ کھلی نشانی ہے۔

جسے اللہ عزوجل آیت بینات فرما رہا ہے۔

تفسیر کبیر میں ہے:۔

الفضيلة الثانية لهذا البيت مقام ابراهيم وهو الحجر الذی وضع ابراهيم قدمه عليه فجعل الله ما تحت قدم ابراهيم عليه الصلاة والسلام من ذلك الحجر دون سائر اجزائه كالطين حتى غاص فيه قدم ابراهيم عليه الصلوة والسلام وهذا مما لا يقدر عليه الا الله تعالى ولا يظهره الا على انبيائه ثم لما رفع ابراهيم عليه الصلوة والسلام قدمه عنه خلق فيه الصلابة الحجرية مرة اخرى ثم انه تعالیٰ ابقى ذلك الحجر على سبيل الاستمرار و الدوام فهذه انواع من الايت العجيبة والمعجزات الباهرة

اظهرها الله تعالى فی ذلك الحجر۔

یعنی:۔ کعبہ معظمہ کی دوسری فضیلت مقام ابراہیم ہے۔ یہ وہ پتھر ہے جس پر ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنا قدم مبارک رکھا تو جتنا ٹکڑا ان کے زیرِ قدم آیا تر مٹی کی طرح نرم ہو گیا یہاں تک کہ ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کا قدم مبارک اس میں پیر(۱) گیا اور یہ خاص قدرت الٰہیہ و معجزۂ انبیاء ہے پھر جب ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے قدم اٹھایا اللہ تعالیٰ نے دوبارہ اس ٹکڑے میں پتھر کی سختی پیدا کر دی کہ وہ نشان قدم محفوظ رہ گیا پھر اسے حق سبحانہ نے مدت ہا مدت باقی رکھا تو یہ اقسام اقسام کے عجیب و غریب معجزے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس پتھر میں ظاہر فرمائے۔

ارشاد العقل السلیم میں ہے:۔

ان واحدًا منها اثر قدميه فی صخرة صماء و غوصه فيها الى الكعبين والانة بعض دون بعض وابقائه دون سائر ايات الانبياء عليه الصلوة والسلام و حفظه مع كثرة الاعداء الوف سنة اية مستقلة۔

یعنی:۔ اسی ایک پتھر کو مولیٰ تعالیٰ نے متعدد آیات فرمایا اس لیے کہ اس میں ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کا نشان قدم ہو جانا

ا۔ دھنس گیا ......(مرتب)

ایک..... اور ان کے قدموں کا گٹوں تک اس میں پیر جانا، دو..... اور پتھر کا ایک ٹکڑا نرم ہو جانا باقی کا اپنے حال پر رہنا، تین..... اور معجزات انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام میں اس معجزے کا باقی رکھنا، چار..... اور باوصف کثرت اعداء، ہزاروں برس اس کا محفوظ رہنا، پانچ..... یہ ہر ایک جائے خود ایک آیت اور ایک معجزہ ہے۔

دلیل (۲) :۔

مولیٰ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے :۔

قَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ بَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَ اٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۔

بنی اسرائیل کے نبی (شمویل علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے ان سے فرمایا کہ سلطنت طالوت کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت جس میں تمہارے رب کی طرف سے سکینہ ہے اور موسیٰ و ہارون کے چھوڑے ہوئے تبرکات ہیں فرشتے اسے اٹھا کر لائیں۔ بے شک اس میں تمہارے لیے عظیم نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

وہ تبرکات کیا تھے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عصا اور ان کی نعلین مبارک اور ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمامہ مقدسہ وغیرہ ان کی برکات تھیں کہ بنی اسرائیل اس تابوت کو جس لڑائی میں آگے کرتے فتح پاتے اور جس مراد میں اس سے توسل کرتے اجابت دیکھتے۔

ابن جریر وابن ابی حاتم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں۔

وبقية مما ترك ال موسى عصاه ورضاض الالواح

ترجمہ :۔ تابوت سکینہ میں تبرکات موسویہ سے ان کا عصا تھا' اور تختیوں کی کرچیں۔

وکیع بن الجراح وسعید بن منصور وعبد بن حمید وابن ابی حاتم وابو صالح تلمیذ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی :۔

قال كان فى التابوت عصا موسى و عصا هرون و ثياب موسى و ثياب هرون و لوحان من التورة والمن و كلمة الفرج لا اله الا الله الحليم الكريم و سبحن الله رب السموت السبع و رب العرش العظيم والحمد لله رب العلمين ۔

ترجمہ :۔ تابوت میں سے موسیٰ و ہارون علیہما الصلوٰۃ والسلام کے عصا اور دونوں حضرات کے ملبوس اور توریت کی دو تختیاں اور

ا۔ من ایک سپید اور میٹھی چیز تھی، جو بنی اسرائیل پر نازل ہوئی، صبح کے وقت کہر کے مانند گرتی تھی اور پتوں پر آئس کریم کی طرح جم جاتی تھی..... (مرتب)

قدرے من (۱) کہ بنی اسرائیل پر اترا، اور یہ دعائے کشائش

لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم (۲)

معالم التنزیل میں ہے:

کان فیہ عصا موسیٰ و نعلاہ وعمامۃ ھٰرون و عصاہ

یعنی:۔ تابوت میں موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عصا اور ان کی نعلین اور ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمامہ اور عصا۔

دلیل (۳):۔

صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا بالحلاق و ناول الحالق شقہ الایمن فحلقہ ثم دعا ابا طلحۃ الانصاری فاعطاہ ایاہ ثم ناول الشق الایسر فقال احلق فحلقہ فاعطاہ ابا طلحۃ فقال اقسمہ بین الناس -

یعنی:۔ نبی ﷺ نے حجام کو بلا کر سر مبارک کے داہنی جانب کے بال مونڈنے کا حکم فرمایا۔ پھر ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر وہ سب بال انھیں عطا فرما دیئے، پھر بائیں جانب کے بالوں کو حکم فرمایا اور وہ ابو طلحہ کو دیئے کہ انھیں لوگوں میں تقسیم کر دو۔

دلیل (۴):۔

صحیح بخاری شریف کتاب اللباس میں عیسیٰ بن طھمان سے ہے:۔

قال اخرج الینا انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ نعلین لھما قبالان فقال ثابت البُنانی ھذا نعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

یعنی:۔ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو نعل مبارک ہمارے پاس لائے کہ ہر ایک میں بندش کے دو تسمے تھے ان کے شاگرد رشید ثابت بنانی نے کہا یہ رسول اللہ ﷺ کی نعلین مقدس ہے۔

دلیل (۵):۔

صحیحین میں ابو بردہ سے ہے:

اخرجت الینا عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کساء ملبدا و ازارا غلیظا فقالت قبض روح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ھذین۔

یعنی:۔ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک رضائی یا کمبل اور ایک موٹا تہبند ہمیں نکال کر دکھایا اور فرمایا کہ وقت وصالِ اقدس حضور پرنور ﷺ کے یہ دو کپڑے تھے۔

دلیل (۶) :۔

صحیح مسلم میں حضرت اسماءبنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے ہے :۔

انها اخرجت جبة طيالسية كسروانية لها لبنة ديباج وفرجيها مكفوفين بالديباج وقالت هذه جبة رسول الله صلى الله عليه وسلم كانت عند عائشة فلما قبضت قبضتها وكان النبى صلى الله عليه وسلم يلبسها فنحن نغسلها للمرضى نستشفى بها۔

یعنی :۔ انھوں نے ایک اونی جبہ کسروانی ساخت نکالا اس کی پلیٹ ریشمین تھی اور دونوں چاکوں پر ریشم کا کام تھا' اور کہا یہ رسول اللہ ﷺ کا جبہ ام المؤمنین صدیقہ کے پاس تھا۔ ان کے انتقال کے بعد میں نے لے لیا' نبی ﷺ اسے پہنا کرتے تھے تو ہم اسے دھو دھو کر مریضوں کو پلاتے اور اس سے شفا چاہتے ہیں۔

دلیل (۷) :۔

صحیح بخاری میں عثمان بن عبد اللہ بن مواہب سے ہے :۔

قال دخلت على ام سلمة فاخرجت الينا شعرا من شعر النبى صلى الله عليه وسلم مخضوبا

یعنی :۔ میں حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا انھوں نے حضور اقدس ﷺ کے موئے مبارک کی ہمیں زیارت کرائی، اس پر خضاب کا اثر تھا۔

یہ چند احادیث خاص صحیحین سے لکھ دیں اور یہاں احادیث میں کثرت اور اقوال ائمہ کا تواتر بشدت اور مسئلہ خود واضح اور اس کا انکار جہل فاضح ہے' لہٰذا صرف ایک عبارت شفا شریف پر اقتصار کریں فرماتے ہیں :۔

ومن اعظامه واكباره صلى الله عليه وسلم اعظام جميع اسبابه و اكرام مشاهده وامكنته من مكة والمدينة و معاهده و ما لمسه او عرف به وكانت فى قلنسوة خالد بن الوليد رضى الله تعالىٰ عنه شعرات من شعره صلى الله عليه وسلم فسقطت قلنسوته فى بعض حروبه فشد عليها شدة انكر عليه اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم كثرة من قتل فيها فقال لم افعلها بسبب القلنسوة بل لما تضمنة من شعره صلى الله عليه وسلم لئلا تسلب بركتها و تقع فى ايدى المشركين و رؤى ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما واضعا يده على مقعد رسول الله صلى الله عليه وسلم من المنبر ثم وضعها

علی وجهه۔

یعنی :۔ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کا ایک جز یہ بھی ہے کہ جس چیز کو حضور سے کچھ علاقہ ہو' اور مقامات مکہ و مدینہ، حضور نے اسے چھوا ہو یا حضور کے نام پاک سے پہچانی جاتی ہو' ان سب کی تعظیم کی جائے۔ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی میں چند موئے مبارک تھے۔ کسی لڑائی میں وہ ٹوپی گر گئی' خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے لئے ایسا شدید حملہ فرمایا جس پر اور صحابہ کرام نے انکار کیا اس لئے کہ اس شدید و سخت حملے میں بہت سے مسلمان کام آئے خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا' میرا یہ حملہ ٹوپی کے لیے نہ تھا بلکہ موئے مبارک کے لیے تھا کہ مبادا اس کی برکت میرے پاس نہ رہے اور وہ کافروں کے ہاتھ نہ لگیں اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا گیا کہ منبر اطہر سید عالم ﷺ میں جو جگہ جلوس اقدس کی تھی اسے ہاتھ سے مس کر کے وہ ہاتھ اپنے منہ پر پھیر لیا۔

اللهم اررزقنا حب حبيبك و حسن الادب معه ومع اوليائك امين

صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وبارك وسلم و علیهم اجمعین

خالد بن ولید کی حدیث ابو یعلےٰ اور عبد اللہ بن عمر کی حدیث ابن سعد نے طبقات میں روایت کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فصل دوم

مسئلہ :............

از بستی مرسلہ مولوی مفتی عزیز الحسن ۹ شوال ۱۳۱۰ھ

جناب مولانا سراپا فیض، مجسم علم و حلم، معظم و مکرم دام مجد ہم۔

پس از سلام مسنون باعث تکلیف آں جناب یہ ہے کہ ایک شخص برکت آثار بزرگان سے منکر ہے اور کہتے ہیں کہ بزرگوں کے خرقہ و جبہ وغیرہ سے کوئی برکت حاصل نہیں ہوتی' چونکہ وہ پڑھے لکھے ہیں' یہ امر قرار پایا ہے کہ اگر سو برس سے قبل کے کسی عالم نے اپنی کتاب میں اس برکت کو تحریر کیا ہو' تو میں مان لوں گا۔ آں حضرت ﷺ کے جبہ وغیرہ میں گفتگو نہیں ہے۔ والسلام۔

الجواب :............

برکت آثار بزرگان سے انکار آفتاب روشن کا انکار ہے۔ معہذا جب برکت آثار شریفہ حضور پُر نور سید عالم ﷺ مسلم اور یہ ظاہر کہ اولیاء و علماء حضور کے ورثاء ہیں تو ان کے آثار میں برکت کیوں نہ ہو گی کہ آخر وارث برکات و وارث ایراث برکات ہیں۔ فقیر غفرلہٗ تعالیٰ کہ اتمام حجت کے لیے چند عبارات ائمہ و علماء کہ وہ سب آج سے سو برس پہلے اور بعض پانسو چھ سو برس پہلے کے تھے' حاضر کرتا ہے' کتب مطبوعہ کا نشان جلد و صفحہ بھی ظاہر کر دیا جائے گا' کہ

مراجعت میں آسانی ہو۔

۱۔ امام اجل ابو زکریا نووی جن کی ولادت باسعادت ۶۳۱ھ اور وفات شریف ۶۷۶ھ میں ہوئی، شرح صحیح مسلم شریف میں زیرِ حدیث عتبان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ انی احب ان تاتینی و تصلی فی منزل فاتخذہ مصلی فرماتے ہیں:

فی هذا الحديث انواع من العلم و فيه التبرك بآثار الصالحين وفيه زيارة العلماء والصلحاء الكبار واتباعهم و تبريكهم اياهم۔ ج ا صفحہ ۴۷ نیز

یعنی :۔ اس حدیث میں علم کی کئی اقسام ہیں، اس سے صالحین کے آثار سے تبرک حاصل کرنا، علماء و صلحاء کی زیارت کرنا، ان کی اتباع کرنا اور ان سے تبرک حاصل کرنا۔(م)

۲۔ اسی حدیث کے نیچے لکھتے ہیں :۔

فی حديث عتبان هذا فوائد كثيرة منها التبرك بالصالحين واثارهم والصلاة فی المواضع التی صلوا بها وطلب التبريك منهم۔

ج ا صفحہ ۲۳۳

عتبان کی اس حدیث میں بہت سے فوائد ہیں، منجملہ ان کے صالحین اور ان کے آثار سے تبرک حاصل کرنا ان مقامات میں نماز پڑھنا جن

میں انھوں نے نماز پڑھی ہو اور ان سے طلب تبرک کرنا......

(م)

۳۔ اسی میں زیر حدیث ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ :۔

فخرج بلال بوضوئه فمن نائل وناضح......فرمایا...... فيه التبرك بأثار الصالحين واستعمال فضل طهورهم وطعامهم وشرابهم ولباسهم۔

ج ا صفحہ ۱۹۶

بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور کے وضو کا پانی لے کر نکلے تو کوئی اسے لیتا تھا اور کوئی ملتا تھا، اس کی شرح میں ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نیکوں کے آثار سے تبرک حاصل کرنا، ان کے بچے ہوئے پانی، کھانے پینے کی چیز اور لباس سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے۔(م)

۴۔ اسی میں زیر حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ :۔

ما يوتى باناء الاغمس يده فيه......فرمایا...... فيه التبرك باثار الصالحين۔ ج ۲ صفحہ ۲۵۶

جو برتن بھی آپ کے پاس لایا جاتا تھا آپ اس میں ہاتھ ڈبوتے تھے، فرمایا اس سے نیکوں کے آثار سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے۔(م)

۵۔ اسی میں زیر حدیث ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ :۔

اکل منه و بعث بفضله الی .... قال العلماء فی

هذه انه يستحب للآكل و الشارب ان يفضل مما يأكل و يشرب فضلة ليواسي بها من بعده لا سيما ان كان ممن يتبرك بفضله۔ ج ۲ صفحہ ۱۸۳

اس میں سے کھایا اور پس خوردہ بھیج دیا' فرمایا' علماء کا کہنا ہے' کہ اس سے معلوم ہوا کھانے پینے والے کے لیے مستحب ہے کہ کھانے پینے کی چیز میں سے کچھ بچادے تاکہ بعد والوں کو بھی کچھ مل جائے' بالخصوص اگر یہ شخص ایسا ہو کہ اس کے پس خوردہ کو تبرک سمجھا جاتا ہو۔(م)

۶۔ اسی میں زیر حدیث :۔

سأل عن موضع اصابعه فتتبع موضع اصابعه فيه التبرك باثار الخير فى الطعام وغيره ج ۱ صفحہ ۱

آپ کی انگلیوں کی جگہ کے بارے میں دریافت کیا اور آپ کی انگلیوں کی جگہ کو تلاش کیا' فرمایا' اس سے ثابت ہوا کہ کھانے وغیرہ میں آثار خیر سے تبرک حاصل کرنا چاہئے۔(م)

۷۔ ایضاً' امام احمد بن محمد قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں زیرِ حدیث ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ :۔

فجعل الناس يتمسحون بوضوئه' فرماتے ہیں استنبط منه التبرك لما يلامس اجساد الصالحين ۔ ج ۱ صفحہ ۳۸۱۔

تو لوگ آپ کے وضو کے پانی کو ملنے لگے' فرمایا' اس سے ثابت ہوا کہ جو چیز بھی نیکوں کے اجسام سے مس کرے اس سے تبرک حاصل کرنا چاہیے۔(م)

۸۔ اسی میں زیر حدیث :۔

انى والله ما سالته لا لبسها انما سألته لتكون كفنى...... فرمایا...... فيه التبرك بأثار الصالحين قال اصحابنا لا يندب ان يعد لنفسه كفنا الا ان يكون من اثر ذى صلاح فحسن اعداده كما هنا ۔

انتہی ملخصاً ج ۲ صفحہ ۳۲۴

بیشک' خدا میں نے اسے پہننے کے لیے طلب نہیں کیا تھا بلکہ میں نے اسے اپنا کفن بنانے کے لئے طلب کیا تھا' فرمایا' اس سے نیکوں کے آثار سے تبرک ثابت ہوتا ہے' ہمارے اصحاب نے فرمایا' کسی شخص کے لئے اپنے لئے کفن تیار کر رکھنا جائز نہیں ہاں اگر وہ نیکوں کے آثار والا کفن ہو تو اس کا تیار کر لینا جائز ہے جیسا کہ یہاں ہے۔(م)

۹۔ مولانا علی قاری مکی متوفی ۱۰۱۴ھ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث سنن نسائی کے نیچے لکھا کہ طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بقیہ آبِ وضوئے حضور سید عالم ﷺ حضور سے مانگ کر اپنے ملک کو لے گئے' یہ فائدہ لکھ کر کہ :۔

فیه التبرك بفضله صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم و نقله الی البلاد نظیر ماء زمزم ......فرمایا...... و یوخذ من ذلك ان فضلة وارثیه من العلماء والصلحاء کذلك۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے بچے ہوئے پانی سے تبرک حاصل کرنا اور اس کو دوسرے ملکوں میں پہنچانا آبِ زم زم کی طرح جائز ہے' فرمایا اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کے وارثین علماء وصلحاء کے بچے ہوئے پانی سے بھی یہی برتاؤ جائز ہے۔

مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ نے اشعۃ اللمعات میں فرمایا۔

"دریں حدیث استحباب تبرک است بہ بقیہ آبِ وضوئے و پس ماندہ آں حضرت و نقل آں ببلاد و مواضع بعیدہ مانند آب زمزم و آنحضرت چوں در مدینہ می بود آبِ زمزم را از حاکم مکہ می طلبید و تبرک می ساخت و فضلہ وارثان او کہ علماء وصلحا اند و تبرک بآثار و انوار ایشاں ہم بریں قیاس است"۔ج ۱ صفحہ ۱۷۱۔

اس حدیث سے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے وضو سے بچے ہوئے پانی و پس خوردہ سے تبرک حاصل کرنا اور اس کو دور دراز ممالک میں منتقل آب زمزم کی طرح کرنا جائز ہے۔ حضور ﷺ جب مدینے میں تھے تو مکہ کے حاکم سے آب زمزم مانگا اور اس سے تبرک حاصل کیا' آپ کے وارثین علماء و صلحاء کے آثار و تبرکات وانوار کو اسی پر قیاس کرنا چاہیے۔(م)

۱۱۔ امام علامہ احمد بن محمد مصری مالکی معاصر شیخ محقق دہلوی نے کتاب مستطاب فتح المتعال فی مدح خیر النعال میں امام اجل خاتمۃ المجتہدین ابوالحسن علی بن عبدالکافی سبکی شافعی متوفی ۷۵۶ھ کا ایک کلام نفیس تبرک بہ آثار امام شیخ الاسلام ابوزکریا نووی قدست اسرارہم میں نقل فرمایا:

وهذا لفظه حكى جماعة من الشافعيه ان الشيخ العلامة تقى الدين ابا الحسن عليا السبكى الشافعى لما تولى تدريس دار الحديث بالاشرفيه بالشام بعد وفات الامام النواوى احدى من يفتخر به المسلمون خصوصاً الشافعيه أنشد لنفسه۔

اور یہ ہے ان کا ارشاد شافعیہ کی ایک جماعت نے بیان کیا کہ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امام نواوی کی وفات کے بعد شام کے دار الحدیث میں درسِ حدیث کے لئے مقرر کئے گئے (مسلمان بالخصوص شافعیہ یہاں تدریس کو ایک عظیم اعزاز سمجھتے تھے) تو یہ اشعار کہے۔

وفى دار الحديث لطيف معنى الى بسط لها اصبوو
اوى لعلى ان امس بحر وجهى مكانا مسه قدم النواوى
و اذا كان هذا فى آثار من ذكر فما بالك بأثار من شرف الجميع به ۔

دار الحدیث میں ایک لطیف خصوصیت ہے اس کے بچھونوں کی طرف

مائل ہوں۔ شاید میری جبین ناز کو اس مقام پر لگنا نصیب ہو جہاں نووی کے قدم لگے ہوں۔

توجب علماء کے آثار کا یہ حال ہے تو اس ذات کے آثار کا کیا حال ہوگا جن سے تمام کو شرف حاصل ہوا۔

۱۲۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، متوفی ۱۱۷۶ھ فیوض الحرمین صفحہ ۲۰ میں لکھتے ہیں۔

من اراد ان يحصل له ما للملاء السافل من الملئكة فلا سبيل الى ذلك الا الاعتصام بالطهارات والحلول بالمساجد القديمة التى صلى فيها جماعات من الاولياء الخ

جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اسے وہ مقام حاصل ہو جائے جو فرشتوں کے نچلے طبقہ کا ہے تو اس کے لئے اس کے سوا کچھ چارہ نہیں کہ پاکیزگی کو لازم پکڑے اور پرانی مساجد میں جائے جہاں بزرگان دین نے نمازیں ادا کی ہیں۔ (م)

۱۳۔ اسی میں ہے، صفحہ ۴۹:۔

ان الانسان اذا صار محبوبًا فكان منظور اللحق و للملاء الاعلىٰ عروسا جميلا فكل مكان حل فيه العقدت و تعلقت به همم الملاء الاعلىٰ وانساق اليه افواج الملائكة وامواج النور لا سيما اذا كانت همته تعلقت

بهذا المكان والعارف الكامل معرفة وحالاله همة يحل فيها نظر الحق يتعلق باهله و ماله و بيته و نسله و نسبه و قرابته واصحابه يشمل المال والجاه وغيره ويصلحها فمن ذلك تميزت ما اثر الكمل من مأثر غيرهم

-

انسان جب مقام محبوبیت پر پہنچ جائے تو وہ حضرت حق میں منظور ہوتا ہے اور ملاء اعلیٰ کے لئے دلہن کی مانند ہوتا ہے پھر ہر وہ جگہ جس میں وہ اترے گا اس کے ساتھ ملاء اعلیٰ کی ہمتیں وابستہ ہوں گی، فرشتوں کی فوجیں اور نور کی موجیں اس کی طرف متوجہ ہوں گی، بالخصوص جب اس کی ہمت اس مکان سے متعلق ہو گی، اور وہ عارف جو معرفت اور حال میں کامل ہوتا ہے اس کی ہمت میں حق تعالیٰ کی ایسی نظر ہوتی ہے جو اس کے اہل، مال، گھر، نسل، نسب، قرابت، دوست، مال و جاہ وغیرہ سب ہی کا احاطہ کر لیتی ہے اور ان تمام چیزوں کی اصلاح کرتی ہے اس لیے کاملین کے آثار دوسروں کے آثار سے ممتاز ہوئے۔

۱۴۔ اسی میں ہے، صفحہ ۵۷:۔

ان قام المعرفة لروحه تحديق و عناية بكل شئى من طريقة و مذهبه و سلسلة و نسبة قرابته واكل ما يليه و ينسب اليه وعنايته هذه يختلط بها عناية الحق۔

جب وہ مقام معرفت پر فائز ہوتا ہے تو اس کی روحانی عنایت اس کی ہر چیز کی طرف متوجہ ہوتی ہے' اس کے طریقے اس کے مذہب، سلسلے، نسب' قرابت' غرضیکہ ہر اس چیز کی طرف ہو جاتی ہے جسے اس سے تعلق ہوتا ہے اور اس کی عنایت کے ساتھ عنایت الہیہ بھی مل جاتی ہے۔ (م)

۱۵۔ یہی شاہ صاحب ہمعات میں لکھتے ہیں۔

ازیں جاست حفظ اعراس مشائخ و مواظبت زیارت قبور ایشاں والتزام فاتحہ خواندن وصدقہ دادن برائے ایشان واعتنائے تمام کردن بہ تعظیم آثار واولاد ومنتسبان ایشان۔

اس سے معلوم ہوا کہ پابندی سے مشائخ کا عرس منانا' ان کی قبروں کی پابندی سے زیارت کرنا' فاتحہ' صدقہ اور ان کے آثار' اولاد اور نسبت رکھنے والوں سے مکمل توجہ کا برتاؤ کرنا۔ (م)

۱۶۔ انھیں شاہ صاحب کی انفاس العارفین میں ہے :۔

در حرمین شخصے از بزرگان خود کلاہ حضرت غوث الثقلین تبرک یافتہ بود' شبے درواقعہ حضرت غوث الاعظم رادید کہ می فرمایند کہ ایں کلاہ بہ ابو القاسم اکبر آبادی برساں۔ آں شخص برائے امتحاں یک جبہ قیمتی ہمراہ آں کلاہ کردہ گفت کہ ایں ہر دو تبرک حضرت غوث الاعظم ہستند' حکم شد کہ بہ شما رسانم' حضرت شاں بسیار خوش شدہ گرفتند' آں شخ گفت کہ برائے شکر حصول ایں تبرک اہل شہر را دعوت کنید'

فرمودند کہ وقت صبح بیائید' مردمان بسیار بوقت صبح آمدند وطعام ہائے خوب خوردند وفاتحہ خواندند بعد ازاں پرسیدند کہ شما مرد فقیر ہستید ایں قدر طعام از کجا آمد' فرمود کہ جبہ را فروختم و تبرک را نگاہ داشتم' ہمہ گفت کہ للہ الحمد کہ تبرک بہ مستحق رسید۔

حرمین میں ایک شخص (جو اپنے ہی بزرگوں میں سے تھا) کے پاس غوث الثقلین کی ٹوپی تھی۔ ایک رات اس نے خواب میں غوث الاعظم کو دیکھا' فرما رہے تھے' یہ ٹوپی ابو القاسم اکبر آبادی کو پہنچا دو' اس شخص نے بطور آزمائش ایک قیمتی جبہ بھی اس ٹوپی کے ہمراہ کر دیا' اور کہا یہ دونوں تبرکات آپ کو غوث اعظم نے بھجوائے ہیں۔ آپ بہت خوش ہوئے اس شخص سے کہا' ان تبرکات کے ملنے کی خوشی میں اہل شہر کی دعوت کیجئے' فرمایا' صبح آنا' صبح بہت لوگ آئے اور خوب کھانے کھائے اور فاتحہ پڑھی' اس کے بعد دریافت کیا' آپ تو فقیر منش لوگ ہیں' اتنا کھانا کہاں سے آیا؟ فرمایا، تبرک تو میں نے حفاظت سے رکھا اور جبہ فروخت کر کے دعوت کی وہ شخص بولے، خدا کا شکر ہے، تبرک مستحق کو پہنچا۔ (م)

اسی طرح صدہا عبارات ہیں جس کے حصر و استقصا(۱) میں محل طمع نہیں، یہ سب ایک طرف' فقیر غفر اللہ تعالیٰ کہ حدیث سے ثابت کرے کہ خود حضور پر نور سید یوم النشور افضل صلوات اللہ تعالیٰ واجل تسلیماتہ علیہ وعلیٰ آلہ و ذریاتہ آثار مسلمین سے تبرک فرماتے وللہ الحجۃ البالغہ طبرانی معجم اوسط اور

۱۔ مکمل طور پر بیان کرنا۔ م

ابو نعیم حلیہ میں حضرت سیدنا وابن سیدنا عبد اللہ بن عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :۔

قال كان النبي صلى الله عليه وسلم يبعث الى المطاهر فيوتى بالماء فيشربه يرجو به بركته ايدى المسلمين

یعنی :۔ حضور پر نور سید عالم ﷺ مسلمانوں کی طہارت گاہوں، مثل حوض وغیرہ سے جہاں اہلِ اسلام وضو کیا کرتے پانی منگا کر نوش فرماتے اور اس سے مسلمانوں کے ہاتھوں کی برکت لینا چاہتے۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلی الہ وصحبہ وبارک وکرم

علامہ عبد الرؤف مناوی، تیسیر ج ۲ صفحہ ۲۶۹ پھر علامہ علی ابن احمد عزیزی، سراج المنیر ج ۳ صفحہ ۱۴۷ شروح جامع صغیر میں اس حدیث کی نسبت فرماتے ہیں بہ اسناد صحیح۔ علامہ محمد حفنی اپنی تعلیقات علی الجامع میں فرماتے ہیں :۔

يرجوا به بركة الخ لانهم محبوبون لله تعالىٰ بدليل ان الله يحب التوابين و يحب المتطهرين۔

یعنی :۔ حضور اقدس ﷺ بقیہ آبِ وضوئے مسلمین میں اس وجہ سے امید برکت رکھتے کہ وہ محبوبانِ خدا ہیں، قرآن مجید میں فرمایا۔ بیشک اللہ دوست رکھتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور دوست رکھتا ہے طہارت والوں کو۔

اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اعلیٰ واجل اکبر

یہ حضور پر نور سید المبارکین ﷺ ہیں جن کی خاک نعلین پاک تمام جہاں کے لئے تبرک دل وجاں وسرمہ چشم دین وایماں ہے، وہ اس پانی کو جس میں مسلمانوں کے ہاتھ دھلے تبرک ٹھہرائیں اور اسے منگا کر بہ غرض حصول برکت نوش فرمائیں، حالانکہ واللہ مسلمانوں کے دست وزبان ودل وجان میں جو برکتیں ہیں سب انھیں نے عطا فرمائیں، انھیں کے نعلین پاک کے صدقہ میں ہاتھ آئیں۔ یہ سب تعلیم امت وتنبیہ مشغولان خواب غفلت کے لئے تھا کہ یوں نہ سمجھیں تو اپنے مولیٰ وآقا ﷺ کا فعل سن کر بیدار اور برکت آثار اولیاء وعلماء کے طلب گار ہوں پھر کیسا جاہل ومحروم وہ نافہم ملوم کہ محبوبانِ خدا کے آثار کو تبرک نہ جانے اور حصول برکت نہ مانے۔

ولا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم

وصلى الله تعالىٰ على سيد المرسلين

محمد واله وصحبه و اوليائه و علمائه و امته و حزبه اجمعين

امين ۔ والله تعالى اعلم

فصل سوم

مسئلہ ....

غرہ(۱) ربیع الاول شریف ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں، علمائے دین اس مسئلے میں کہ تبرک آثار شریفہ رسول

۱۔ ربیع الاول کی پہلی تاریخ ......(مرتب) (۲) تصویر......(مرتب)

اللہ ﷺ سے کیسا اور اس کے لئے ثبوت یقینی درکار ہے یا صرف شہرت کافی ہے اور نعلین شریفین کی تمثال (۲) کو بوسہ دینا کیسا ہے اور اس سے توسل جائز ہے یا نہیں اور بعض لوگ یوں کرتے ہیں کہ تمثال نعل شریف کے اوپر بعد بسم اللہ کے لکھتے ہیں :۔

اللهم ارنی برکة صاحب هذین النعلین الشریفین

اور اس کے نیچے دعائے حاجت لکھتے ہیں' یہ کیسا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب :۔

فی الواقع آثار شریفہ' حضور ﷺ سے تبرک سلفاً و خلفاً زمانہ اقدس حضور پر نور سید عالم ﷺ و صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آج تک بلا نکیر رائج و معمول اور بہ اجماع مسلمین مندوب و محبوب بکثرت احادیث صحیحہ و صحیح بخاری و مسلم و غیرہما صحاح و سنن و کتب حدیث اس پر ناطق جن میں بعض کی تفصیل فقیر نے کتاب "البارقة الشارقة علی مارقة المشارقة" میں ذکر کی اور ایسی جگہ ثبوت یقینی یا سند محدثانہ کی اصلاً حاجت نہیں اس کی تحقیق و تنقیح کے پیچھے پڑنا اور بغیر اس کے تعظیم و تبرک سے باز رہنا سخت محرومی و کم نصیبی ہے ائمہ دین نے صرف حضور اقدس ﷺ کے نام سے اس شے کا معروف ہونا کافی سمجھا ہے۔ امام قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں :۔

من اعظامه واکباره صلی الله تعالی علیه وسلم اعظام جمیع اسبابه واکرام مشاهده و امکنته من مکة و

المدینة و معاهده و ما لمسه علیه الصلاة والسلام او عرف به۔

آپ کی تعظیم کا ایک طریقہ یہ بھی کہ آپ کے تمام متعلقات' اور آپ سے متعلق تمام مقامات مکہ' مدینہ اور تمام ان چیزوں کی تعظیم کی جائے جن کو آپ نے مس کیا ہو یا جن کا تعلق آپ سے معروف ہو۔ (م)

اس طرح طبقةً فطبقةً، شرقاً غرباً، عجماً عرباً' علمائے دین و ائمہ معتمدین نعل مطہر حضور سید البشر علیہ افضل الصلوٰة و اکمل السلام کے نقشے کاغذوں پر بناتے، کتابوں میں تحریر فرماتے آئے اور انھیں بوسہ دینے، آنکھوں سے لگانے' سر پر رکھنے کا حکم فرماتے رہے اور دفع امراض و حصول اغراض میں اس سے توسل فرمایا کئے اور بفضل الٰہی عظیم و جلیل برکات و آثار اس سے پایا کیے۔ علامہ ابو الیمن ابن عساکر و شیخ ابو اسحٰق ابراہیم بن محمد بن خلف سلمی و غیرہما علماء نے اس باب میں مستقل کتابیں تصنیف کیں علامہ احمد مقری کی "فتح المتعال فی مدح خیر النعال" اس مسئلہ میں اجمع وانفع تصانیف سے ہے محدث علامہ ابو الربیع' سلیمان بن سلیم کلاعی و قاضی شمس الدین ضیف اللہ رشیدی و شیخ فتح اللہ بیلونی حلبی معاصر علامہ مقری و سید محمد موسیٰ حسینی مالکی معاصر علامہ ممدوح و شیخ محمد بن فرج سبتی و شیخ محمد بن رشید فہری سبتی و علامہ احمد بن محمد تلمسانی، موصوف و علامہ ابو الیمن ابن عساکر و علامہ ابو الحکم مالک بن عبد الرحمٰن بن علی

ا۔ (اور ہم نے اس کے اکثر کا خلاصہ اپنی مذکور کتاب میں کر دیا ہے) ...... مرتب

مغربی و امام ابو بکر احمد ابن امام ابو محمد عبد اللہ بن حسین انصاری قرطبی وغیرہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے نقشہ نعل مقدس کی مدح میں قصائد عالیہ تصنیف فرمائے ان سب میں اسے بوسہ دینے، سر پر رکھنے کا حکم و استحسان مذکور اور یہی مواہب لدنیہ میں امام علامہ احمد قسطلانی و شرح مواہب علامہ زرقانی وغیرہما کتب جلیلہ میں مسطور و قد اکثر ذلک فی کتابنا المذکور۔(۱)

علماء فرماتے ہیں جس کے پاس یہ نقشہ متبرکہ ہو ظلم ظالمین و شر شیاطین و چشم زخم حاسدین سے محفوظ رہے' عورت دردِزہ کے وقت اپنے داہنے ہاتھ میں لے آسانی ہو' جو ہمیشہ پاس رکھ نگاہ خلق میں معزز ہو، زیارت روضہ مقدس نصیب ہو یا خواب میں زیارت اقدس ﷺ سے مشرف ہو۔ جس لشکر میں ہو نہ بھاگے، جس قافلے میں ہو نہ لٹے، جس کشتی میں ہو نہ ڈوبے، جس مال میں ہو نہ چرے جس حاجت میں اس سے توسل کیا جائے پوری ہو۔ جس مراد کی نیت سے پاس رکھیں حاصل ہو' موضعِ درد و مرض پر اسے رکھ کر شفائیں ملی ہیں۔ مہلکوں مصیبتوں میں اس سے توسل کر کے نجات و فلاح کی راہیں کھلی ہیں۔

اس باب میں حکایات صلحاء و روایت علماء بکثرت ہیں کہ امام تلمسانی وغیرہ نے فتح المتعال وغیرہ میں ذکر فرمائیں اور بسم اللہ شریف اس پر لکھنے میں کچھ حرج نہیں' اگر یہ خیال کیجئے کہ نعل مقدس قطعاً تاج فرق اہل ایماں ہے مگر اللہ عزوجل کا نام و کلام ہر شئے سے اجل و اعظم و ارفع و اعلیٰ ہے یوں ہی تمثال میں بھی احتراز چاہیئے۔ تو یہ قیاس مع الفارق ہے۔ اگر حضور سید عالم ﷺ سے عرض کی جاتی کہ نام الٰہی یا بسم اللہ شریف حضور کے نعل اقدس پر لکھی جائے تو

۱۔ (اللہ کی راہ میں روکے ہوئے) ......مرتب

پسند نہ فرماتے' مگر اس قدر ضروری ہے کہ نعل حالت استعمال و تمثال محفوظ عن الابتذال میں تفاوت بدیہی ہے اور اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جانوران صدقہ کی رانوں پر حبس فی سبیل اللّٰہ(۱) داغ فرمایا تھا' حالانکہ ان کی رانیں بہت محل بے احتیاطی ہیں بلکہ سنن دارمی شریف میں ہے :۔

اخبرنا مالك بن اسمعيل ثنا مندل بن على الغزى حدثنى جعفر بن ابى المغيرة عن سعيد بن جبير قال كنت اجلس الىٰ ابن عباس فاكتب فى الصحيفة حتى تمتلى ثم اقلب نعلى فاكتب فى ظهورهما والله تعالى اعلم وعلمه جل مجده اتم و احكم

مالک بن اسماعیل نے اپنی سند سے سعید بن جبیر سے روایت کی انھوں نے فرمایا میں ابن عباس کے پاس بیٹھتا تھا اور صحیفہ پر لکھتا تھا' جب وہ پر ہو جاتا تھا تو میں اپنی جوتی پلٹ کر اس کی پشت پر لکھ لیتا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔(م)

فصل چہارم

مسئلہ : ....

مسئولہ حضرت سید حبیب اللہ زعبی دمشقی طرابلسی جیلانی،

وارد حال بریلی۔ ۷ ربیع الآخر ۱۳۲۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسائل میں کہ جو لوگ تبرکات شریف بلا سند لاتے ہیں، ان کی زیارت کرنا چاہیے یا نہیں اور اکثر لوگ یہ کہتے ہیں کہ آج کل مصنوعی تبرکات زیادہ لئے پھرتے ہیں۔ یہ ان کا کہنا کیسا ہے اور جو زائر کچھ نذر کرے اس کا لینا جائز ہے یا نہیں اور جو شخص خود مانگے اس کا مانگنا کیسا ہے بینوا و توجروا۔

الجواب :۔

نبی ﷺ کے آثار و تبرکات شریفہ کی تعظیم دین مسلمان کا فرضِ عظیم ہے۔ تابوتِ سکینہ جس کا ذکر قرآن عظیم میں ہے جس کی برکت سے بنی اسرائیل ہمیشہ کافروں پر فتح پاتے اس میں کیا تھا۔

بَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَ اٰلُ هٰرُوْنَ

موسیٰ و ہارون علیہما الصلوٰۃ والسلام کے چھوڑے ہوئے تبرکات سے کچھ بقیہ تھا۔

موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور ان کی نعلین مبارک اور ہارون علیہ الصلوٰۃ و السلام کا عمامہ وغیرہا ولہذا تواتر سے ثابت کہ جس چیز کو کسی طرح حضور اقدس ﷺ سے کوئی علاقہ بدن اقدس سے چھونے کا ہوتا، صحابہ و تابعین و آئمہ دین ہمیشہ اس کی تعظیم و حرمت اور اس سے طلب برکت فرماتے آئے۔ اور دین حق کے معظم اماموں نے تصریح فرمائی کہ اس کے لیے کسی سند کی بھی حاجت نہیں بلکہ جو چیز حضور اقدس ﷺ کے نام پاک سے مشہور ہو اس کی تعظیم شعائر دین سے ہے۔ شفا شریف و مواہب لدنیہ و مدارج شریف وغیرہا میں ہے :۔

من اعظامه صلى الله عليه وسلم اعظام جميع اسبابه و ما لمسه او عرف به صلى الله عليه وسلم

یعنی :۔ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم میں سے ہے ان تمام اشیاء کی تعظیم جن کو نبی ﷺ سے کچھ علاقہ ہو اور جنھیں نبی ﷺ نے چھوا ہو یا جو حضور کے نام پاک سے مشہور ہوں۔

یہاں تک کہ برابر آئمہ دین و علمائے معتمدین نعل اقدس کی شبیہہ و مثال کی تعظیم فرماتے رہے اور اس سے صدہا عجیب مددیں پائیں، اور اس کے باب میں مستقل کتابیں تصنیف فرمائیں۔ جب نقشے کی یہ برکت و عظمت ہے تو خود نعل اقدس کی عظمت و برکت کو خیال کیجیے۔ پھر ردائے اقدس(۱) و جبہ مقدسہ و عمامہ مکرمہ پر نظر کیجیے۔ پھر ان تمام آثار و تبرکات شریفہ سے ہزاروں درجے اعظم و اعلیٰ و اکرم و اولیٰ حضور اقدس ﷺ کے ناخن پاک کا تراشہ ہے کہ یہ سب ملبوسات تھے اور وہ جزء بدن والا ہے اور اس سے اجل و اعظم و ارفع و اکرم حضور پر نور ﷺ کی ریش مبارک کا موئے مطہر (۲) ہے۔ مسلمان کا ایمان گواہ ہے کہ ہفت آسمان و زمین ہرگز اس ایک موئے مبارک کی عظمت کو نہیں پہنچتے اور ابھی تصریحات ائمہ سے معلوم ہو گیا کہ تعظیم کے لیے نہ یقین درکار ہے نہ کوئی خاص سند بلکہ صرف نام پاک سے اس شئے کا اشتہار کافی ہے۔ ایسی جگہ بے ادراک سند تعظیم سے باز نہ رہے گا۔ مگر بیمار دل پر آزار دل جس میں نہ عظمت شان محمد ﷺ بروجہ کافی نہ ایمان کامل۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے :۔

۱۔ چادر شریف...... مرتب ۲۔ بال شریف مرتب

إِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ وَ إِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ۔

ترجمہ :۔ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اس پر اور اگر وہ سچا ہے تو تمہیں پہنچ جائیں گے بعض وہ عذاب جن کا وہ تمہیں وعدہ دیتا ہے۔

اور خصوصاً جہاں سند بھی موجود ہو پھر تو تعظیم واکرام و تکریم سے باز نہیں رہ سکتا۔ مگر کوئی کھلا کافر یا چھپا منافق والعیاذ باللہ تعالیٰ، اور یہ کہنا کہ آج کل اکثر لوگ مصنوعی تبرکات لئے پھرتے ہیں، اگر یوں ہی مجمل بلا تعیین شخص ہو، یعنی کسی شخص پر اس کی وجہ سے الزام یا بدگمانی مقصود نہ ہو تو اس میں کچھ گناہ نہیں اور بلا ثبوت شرعی کسی خاص شخص کی نسبت حکم لگا دینا کہ یہ انھیں میں سے ہے جو مصنوعی تبرکات لئے پھرتے ہیں، ضرور ناجائز و گناہ و حرام ہے، کہ اس کا منشاء صرف بدگمانی ہے اور بدگمانی سے بڑھ کر کوئی جھوٹی بات نہیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں

ایاکم و الظن فان الظن اکذب (الحدیث)

بدگمانی سے بچو کہ بدگمانی سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے۔

ائمہ دین فرماتے ہیں :۔

انما ینشوء الظن الخبیث من القلب الخبیث

خبیث گمان خبیث دل ہی سے پیدا ہوتا ہے۔

تبرکات شریفہ جس کے پاس ہوں ان کی زیارت کرنے پر لوگوں سے اس کا کچھ مانگنا سخت شنیع ہے۔ جو تندرست ہو اعضاء صحیح رکھتا ہو، نوکری خواہ مزدوری اگرچہ ڈلیا ڈھونے کے ذریعے سے روٹی کما سکتا ہو اسے سوال کرنا حرام ہے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں :۔

لا تحل الصدقة لغنی و لا لذی مرة سوی

غنی یا سکت والے تندرست کے لیے صدقہ حلال نہیں۔

علماء فرماتے ہیں :

ما جمع السائل بالتكدی فهو الخبیث

سائل جو کچھ مانگ کر جمع کرتا ہے وہ خبیث ہے۔

اس پر ایک تو شناعت یہ ہوئی دوسری شناعت سخت تر یہ ہے کہ دین کے نام سے دنیا کماتا ہے اور يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ط کی قبیل میں داخل ہوتا ہے۔ تبرکات شریفہ بھی اللہ عزوجل کی نشانیوں سے عمدہ نشانیاں ہیں، ان کے ذریعے سے دنیا کی ذلیل قلیل پونجی حاصل کرنے والا دنیا کے بدلے دین بیچنے والا ہے۔ شناعت سخت تر یہ ہے کہ اپنے اس مقصد فاسد کے لیے تبرکات شریفہ کو شہر بہ شہر در بہ در لیے پھرتے ہیں اور ہر کس و ناکس کے پاس لے جاتے ہیں۔ یہ آثار شریفہ کی سخت توہین ہے۔

خلیفہ ہارون رشید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دار الہجرۃ میں سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درخواست کی تھی کہ ان کے یہاں جا کر خلیفہ زادوں کو پڑھا دیا کریں۔ ارشاد فرمایا کہ میں علم کو ذلیل نہ کروں گا۔ انھیں پڑھنا منظور ہے

تو خود حاضر ہوا کریں عرض کی وہیں حاضر ہوں گے مگر اور طلباء پر ان کو تقدیم دی جائے۔ فرمایا یہ بھی نہ ہو گا سب یکساں رکھے جائیں گے۔ آخر خلیفہ کو یہی منظور کرنا پڑا۔ یونہی امام شریک نخعی کو خلیفہ وقت نے چاہا تھا کہ ان کے گھر جا کر شہزادوں کو پڑھادیا کریں۔ آپ نے انکار کر دیا، خلیفہ نے کہا، آپ امیر المومنین کا حکم ماننا نہیں چاہتے۔ فرمایا یہ نہیں بلکہ میں علم کو ذلیل نہیں کرنا چاہتا۔

رہا یہ کہ بے اس کے مانگے زائرین کچھ اسے دیں اور یہ لے اس میں تفصیل ہے شرع مطہر کا قائدہ کلیہ ہے المعهود عرفا كالمشروط لفظا(۱) جو لوگ تبرکات شریفہ شہر بشہر لیے پھرتے ہیں ان کی نیت و عادت قطعاً معلوم کہ اس کے عوض تحصیل زر و جمع مال چاہتے ہیں۔ یہ قصد نہ ہو تو کیوں دور دراز سفر کی مشقت اٹھائیں۔ ریلوں کے کرایے دیں اگر کوئی ان میں زبانی کہے بھی کہ ہماری نیت فقط مسلمانوں کو زیارت سے بہرہ مند کرنا ہے تو ان کا حال ان کے قال کی صریح تکذیب کر رہا ہے ان میں علی العموم وہ لوگ ہیں جو ضروری ضروری طہارت و صلوٰۃ سے بھی آگاہ نہیں۔ اس فرض قطعی کے حاصل کرنے کو کبھی دس پانچ کوس یا شہر ہی کے کسی عالم کے پاس گھر سے آدھ میل جانا پسند نہ کیا۔ مسلمانوں کو زیارت کرانے کے لیے ہزاروں کوس سفر کرتے ہیں۔ پھر جہاں زیارتیں ہوں اور لوگ کچھ نہ دیں، وہاں ان صاحبوں کے غصے کو دیکھئے پہلا حکم یہ لگایا جاتا ہے کہ تم لوگوں کو حضور اقدس ﷺ سے کچھ محبت نہیں، گویا ان کے نزدیک محبت نبی ﷺ اور ایمان اسی میں منحصر ہے کہ حرام طور پر کچھ ان کی نذر کر دیا جائے پھر جہاں کہیں ملے بھی مگر ان کے خیال سے تھوڑا ہو، ان کی سخت

۱۔ جو چیز عرفاً طے شدہ ہوتی ہے وہ لفظاً مشروط کی طرح ہے...... مرتب

شکایتیں اور مذمتیں ان سے سن لیجئے، اگرچہ وہ دینے والے صلحاء و علماء ہوں اور مال حلال سے دیا ہو۔ اور جہاں پیٹ بھر کے مل گیا، وہاں لمبی چوڑی تعریفیں لے لیجئے، اگرچہ وہ دینے والے فساق، فجار بلکہ بد مذہب ہوں اور مال حرام سے دیا ہو، تو قطعاً معلوم ہے کہ وہ زیارت نہیں کراتے مگر لینے کے لیے اور زیارت کرانے والے بھی جانتے ہیں کہ ضرور کچھ دینا پڑے گا تو اب یہ صرف سوال ہی نہ ہوا بلکہ حسب عرف زیارت شریفہ پر اجارہ ہو گیا، اور وہ بہ چند وجہ حرام ہے۔ اولاً زیارت آثار شریفہ کوئی ایسی چیز نہیں۔ جو زیر اجارہ داخل ہو سکے۔

كما صرح به فى در المختار وغيره ان ما يوخذ من النصارى على زيارت بيت المقدس حرام و هذا اذا كان حراما اخذه من كفار دور الحرب كالروم و غيرهم فكيف من المسلمين ان هو الا ضلال مبين

جیسے در مختار وغیرہ میں ہے کہ بیت المقدس کی زیارت کے سلسلے میں نصاریٰ سے جو لیا جاتا ہے وہ حرام ہے تو جب دار الحرب کے کافروں سے جیسے رومی وغیرہم سے لینا حرام ہے تو مسلمانوں سے لینا کیسے جائز ہو، یہ تو کھلی ہوئی گمراہی ہے۔

ثانیاً اجرت مقرر نہیں ہوتی۔ کیا دیا جائے گا۔ اور جو اجارے شرعاً جائز ہیں، ان میں بھی اجرت مجہول رکھی جانا اسے حرام کر دیتا ہے نہ کہ جو سرے سے حرام ہے کہ حرام در حرام ہوا اور یہ حکم جس طرح گشتی صاحبوں کو شامل ہے۔

مقامی حضرات بھی اس سے محفوظ نہیں جبکہ اسی نیت سے زیارت کراتے ہوں اور ان کا یہ طریقہ معلوم و معروف ہو۔ ہاں اگر کسی بندۂ خدا کے پاس کچھ آثار شریفہ ہوں اور وہ انھیں بہ تعظیم اپنے مکان میں رکھے اور جو مسلمان اس کی درخواست کرے محض لوجہ اللہ اسے زیارت کرادیا کرے، کبھی کسی معاوضے، نذرانے کی تمنا نہ رکھے۔ پھر اگر وہ آسودہ حال نہیں اور مسلمان بطور خود قلیل یا کثیر بنظر اعانت اسے کچھ دے تو اس کے لے لینے میں اس کو کچھ حرج نہیں باقی گشتی صاحبوں کو عموماً اور مقامی صاحبوں میں خاص ان کو جو اس امر پر اخذ نذور کے ساتھ معروف و مشہور ہیں، شرعاً جواز کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی، مگر ایک وہ یہ کہ خدائے تعالیٰ ان کو توفیق دے نیت اپنی درست کریں اور شرط عرفی کے رد کے لیے صراحۃ اعلان کے ساتھ ہر جلسے میں کہہ دیا کریں کہ مسلمانوں یہ آثار شریفہ تمہارے نبی ﷺ یا فلاں ولی معزز و مکرم کے ہیں کہ **محض** خالصاً لوجہ اللہ تمہیں ان کی زیارت کرائی جاتی ہے ہرگز ہرگز کوئی بدلا یا معاوضہ مطلوب نہیں اس کے بعد اگر مسلمان کچھ نذر کریں تو اسے قبول کرنے میں کچھ حرج نہ ہوگا۔

فتاوی قاضی خان وغیرہ میں ہے : ان الصریح یفوق الدلالۃ (۱) اور اس کی صحت نیت پر دلیل یہ ہوگی کہ کم پر ناراض نہ ہو بلکہ اگر جلسے گزر جائیں لوگ فوج فوج زیارتیں کر کے یونہی چلے جائیں اور کوئی پیسہ نہ دے جب بھی اصلاً دل تنگ نہ ہو اور اسی خوشی اور شادمانی کے ساتھ مسلمانوں کو زیارت کرایا کرے۔ اس صورت میں یہ لینا دینا دونوں جائز و حلال ہوں گے اور زائرین و مزدور (۲) دونوں

۱۔ بے شک صریح دلالت سے بالاتر ہے...... مرتب ۲۔ زیارت کرانے والا...... مرتب

اعانت مسلمین کا ثواب پائیں گے۔ اس نے سعادت و برکت دے کر ان کی مدد کی، انھوں نے دنیا کی متاع قلیل سے فائدہ پہنچایا اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعه۔ (رواہ مسلم فی صحیحه عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنهما)۔

تم میں جس سے ہو سکے کہ اپنے مسلمان بھائی کو نفع پہنچائے تو اسے چاہیے کہ نفع پہنچائے۔

اور فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ :۔

اللّٰہ فی عون العبد ما دام العبد فی عون اخیه

اللہ اپنے بندے کی مدد میں ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں ہے (رواہ الشیخان)

علی الخصوص جب یہ تبرکات والے حضرات سادات کرام ہوں تو اب ان کی خدمت اعلیٰ درجے کی برکت و سعادت ہے۔ حدیث میں ہے۔ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں :۔

جو شخص اولاد عبد المطلب میں سے کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور اس کا صلہ دنیا میں نہ پائے۔ میں بہ نفس نفیس روز قیامت اس کا صلہ عطا فرماؤں گا۔

اور اگر زیارت کرانے والے کو اس کی توفیق نہ ہو تو زیارت کرنے والے

۱۔ جس کا لینا حرام اس کا دینا بھی حرام۔ (مرتب) ۲۔ دینے اور لینے والا دونوں گناہ گار ہیں۔ (مرتب)

کو چاہیے کہ خود ان سے صاف صراحۃً کہہ دے کہ نذر کچھ نہیں دی جائے گی، خالصاً لوجہ اللہ اگر آپ زیارت کراتے ہیں تو کرائیے۔ اس پر اگر وہ صاحب نہ مانیں، ہرگز زیارت نہ کرے، کہ زیارت ایک مستحب ہے اور یہ لین دین حرام۔ کسی مستحب شے کے حاصل کرنے کے واسطے حرام کو اختیار نہیں کر سکتے۔ اشباہ و نظائر وغیرہا میں ہے۔ **ما حرم اخذہ حرم اعطاؤہ**(۱)۔ درمختار میں ہے **الاخذ و المعطی اثمان** (۲) اسی درمختار میں تصریح ہے کہ جو تندرست ہو اور کسب پر قادر ہو اسے دینا حرام ہے کہ دینے والے اس سوال حرام پر اس کی اعانت کرتے ہیں اگر نہ دیں خواہی نخواہی عاجز ہو اور کسب کرے اور اگر اس کی غرض زیارت کرنے والے صاحب نے قبول کرلی تو اب سوال و اجرت کا قدم درمیان سے اٹھ گیا، بے تکلف زیارت کرے، دونوں کے لیے اجر ہے اس کے بعد حسب استطاعت ان کی نذر کر دے۔ یہ لینا دینا دونوں کے لیے حلال اور دونوں کے لیے اجر ہے حمد اللہ فقیر کا یہی معمول ہے اور توفیق خیر اللہ تعالیٰ سے مسئول ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فصل پنجم

مسئلہ ....

بتاریخ ۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۸ھ

جناب من ایک نئی بات سنی گئی ہے ، اس کی بابت عرض کرتا

۱۔ میری مراد یہ ہے...... (مرتب)

ہوں۔ اطمینان فرمائیے۔

سوال :۔

نقل روضہ منورہ حضور سرور کائنات ﷺ اور نقل روضہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تعزیے میں کیا فرق ہے، شرعاً کس کی تعظیم کم و بیش کرنا چاہیے۔ اعنی (۱) کون افضل ہے اور زیارت کرنا نقل روضہ منورہ ﷺ کا درست ہے یا نہیں یعنی نقل روضہ منورہ کو جو مقبول حسین خان کے یہاں ہے، بعض لوگ یوں کہتے ہیں کہ کاریگر کی کاریگری دیکھ لو لفظ زیارت کا کہنا اور وقت زیارت درود شریف پڑھنا اور مثل اصل کے تعظیم کرنا، نادرست ہے ہرگز نہیں چاہیے، اتنا کہنا تو مثل کی نسبت درست کہتے ہیں۔ اِلّا بالکل تعظیم کرنا محض بُرا بتاتے ہیں اور ایسے کرنے والے کو مثل ہنود کے جانتے ہیں۔ اس کا کیا جواب ہے۔

الجواب :۔

روضہ منورہ حضور پرنور سید عالم ﷺ کی نقل صحیح بلاشبہ معظمات دینیہ سے ہے۔ اس کی تعظیم و تکریم بروجہ شرعی ہر مسلمان صحیح الایمان کا مقتضائے ایمان ہے۔

اے گل بتو خورسندم تو بوئے کسے داری

اس کی زیارت بہ آداب شریعت اور اس وقت درود شریف کی کثرت ہر مومن کی شہادت قلب و بداہت عقل سے مستحب و مطلوب ہے علامہ تاج **فاکہانی فجر منیر** میں فرماتے ہیں :۔

من فوائد ذلك ان من لم يمكنه زيارة الروضة فليذر مثالها فليستلمه مشتاقا لانه ناب مناب الاصل كما قد ناب مثال نعله الشريفة مناب عينها فی المنافع والخواص لشهادة التجربة الصحيحة و لذا جعلوا له من الاکرام و الاحترام ما يجعلون للمنوب عنه۔

یعنی: روضہ مبارک سید عالم ﷺ کی نقل میں ایک فائدہ یہ ہے کہ جسے اصل روضہ اقدس کی زیارت نہ ملے، وہ اس کی زیارت کرے اور شوق دل کے ساتھ اسے بوسہ دے، کہ یہ نقل اسی اصل کی قائم مقام ہے جس پر صحیح تجربہ گواہ ہے ولہذا علمائے دین نے اس کی نقل کا اعزاز و اکرام وہی رکھا جو اصل کا رکھتے ہیں۔

اسی طرح دلائل الخیرات و مطالع المسرات وغیرہما معتبرات میں ہے۔اس بحث کی تفصیل جمیل فقیر کے رسالہ "شفاء الواله فی صور الحبیب و مزاره و نعاله "۱۳۱۵ھ[۱] میں ہے یہاں لفظ زیارت کی ممانعت محض جہالت ہے اور معاذ اللہ درود شریف کی ممانعت اور سخت حماقت اور صراحۃً شریعت مطہرہ پر افترا و تہمت ہے۔ علامہ طاہر فتنی، مجمع البحار میں اپنے استاذ حضرت عارف باللہ سیدی علی متقی مکی وہ اپنے استاد امام ابن حجر مکی رحمہم اللہ تعالیٰ سے نقل فرماتے ہیں۔

من اسقيط عند اخذ الطيب و شمه الی ما كان عليه صلی اللّٰه عليه وسلم من محبته للطيب و عليه و سلم

۱۔ مذکورہ رسالہ بھی جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان اپنے سلسلہ مفت اشاعت کے تحت شائع کر چکی ہے۔

لما و قرفی قلبه من جلالته و استحقاقه علی كل امته ان يلحظوا بعين نهاية الاجلال عند روية شئی من اثاره او ما يدل عليها فهوات بما له فيه اكمل الثواب الجزيل و قد استحبه العلماء لمن رأی شيئا من اثاره صلی اللّٰه عليه وسلم ان من استحضر ما ذكرته عند شمه للطيب يكون كالرائی بشئی من اثاره الشريفة فی المعنی فليس به الا اكثار من الصلاة و السلام عليه صلی اللّٰه عليه وسلم حينئذ اھ مختصرا۔

جس شخص نے خوشبو لیتے یا سونگھتے وقت حضور کی خوشبو سے محبت کو یاد کیا اور آپ پر درود و سلام پڑھا، کیونکہ اس کے دل میں آپ کی عظمت و وقار کا جذبہ تھا اور اسی وجہ سے وہ آپ کے آثار شریفہ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا، تو اس نے بڑے ثواب کا کام کیا اور درود شریف کو علماء نے اس کے لئے مستحب قرار دیا ہے۔ جو آپ کے آثار شریفہ میں کسی کا ملاحظہ کرے، اور ظاہر ہے کہ خوشبو سونگھتے وقت حضور کی یاد کرتا ہے وہ معنیً آپ کے آثار شریفہ کا ملاحظہ کرتا ہے اس لیے اسے اس وقت بہ کثرت درود شریف پڑھنا چاہیے۔ (م)

اسی ارشاد جمیل میں صاف تصریح جلیل ہے کہ تمام امت پر رسول اللہ ﷺ کا حق ہے کہ جب حضور پر نور ﷺ کے آثار شریفہ سے کوئی چیز دیکھیں یا وہ

شئے دیکھیں جو حضور کے آثار شریفہ سے کسی چیز پر دلالت کرتی ہو، تو اس وقت کمال ادب و تعظیم کے ساتھ حضور پرنور ﷺ کا تصور لائیں اور درود شریف کی کثرت کریں، ولہذا جو خوشبو لیتے یا سونگھتے وقت یاد کرے کہ مصطفی ﷺ اسے دوست رکھتے تھے، وہ بھی گویا معنیً آثار شریفہ کی زیارت کر رہا ہے اسے اس وقت درود پڑھنے کی کثرت مسنون ہونی چاہیے۔ تو نقل روضہ مبارک صاف صاف ما یدل علیھا میں داخل ہے، اس کی زیارت کے وقت حضور اقدس ﷺ کی تعظیم و تکریم اور حضور پر درود و تسلیم کیوں نہ مستحب ہوگی۔ ایسی تعظیم کرنے والے کو معاذ اللہ کفار و مشرکین کے مثل بتانا سخت ناپاک کلمہ بے باک ہے۔ قائل جاہل پر توبہ فرض ہے، بلکہ ازسرِ نو کلمہ اسلام کی تجدید کر کے اپنی عورت سے نکاح دوبارہ کرے کہ اس نے بلاوجہ مسلمانوں کو مثل کفار بتایا۔

رسول مقبول ﷺ فرماتے ہیں:۔

من دعا رجلا بالکفر و قال عدو اللہ و لیس کذلک الی

حار علیہ رواہ الشیخان عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جس نے کسی شخص کو کافر کہا اور دشمن خدا کہا اور وہ ایسا نہیں ہے تو یہ کلمہ اس پر جاری ہوگا۔ اسے شیخین نے ابو ذر سے روایت کیا۔ (م)

یوں ہی اگر روضہ شہزادہ گلگوں قبا حسین شہیدِ ظلم و جفا صلوات اللہ تعالیٰ و سلامہ علی جدہ الکریم و علیہ کی صحیح نقل بنا کر محض بہ نیت تبرک بے آمیزش منکرات شرعیہ مکان میں رکھتے تو شرعاً کوئی حرج نہ تھا، مگر حاشا تعزیہ ہرگز اس

کی نقل نہیں، نقل ہونا درکنار بنانے والوں کو نقل کا قصد بھی نہیں۔

ہر جگہ نئی تراش نئی گڑھت جسے اس اصل سے نہ کچھ علاقہ نہ نسبت۔ پھر کسی میں پریاں، کسی میں براق کسی میں اور بے ہودہ طمطراق پھر کوچہ بکوچہ و دشت بہ دشت اشاعت غم کے لیے ان کا گشت اور اس کے گرد سینہ زنی، ماتم سازشی کی شور افگنی، حرام مرثیوں سے نوحہ کنی، عقل و نقل سے کٹی چھنی، کوئی ان کھپچیوں کو جھک جھک کر سلام کر رہا ہے۔ کوئی مشغول طواف، کوئی سجدے میں گرا ہے کوئی اس مایہ بدعات کو معاذ اللہ جلوہ گاہ حضرت امام عالی مقام سمجھ کر اس ابرک پنی سے مرادیں مانگتا ہے، منتیں مانتا ہے، عرضیاں باندھتا، حاجت روا جانتا ہے پھر باقی تماشے باجے تاشے، مردوں عورتوں کا راتوں کو میل اور طرح طرح کے بے ہودہ کھیل ان سب پر طرہ ہیں۔ غرض عشرہ محرم الحرام کہ اگلی شریعتوں سے اس شریعت پاک تک نہایت بابرکت و محل عبادت ٹھہرا ہوا تھا، ان بے ہودہ رسموں نے جاہلانہ اور فاسقانہ میلوں کا زمانہ کر دیا۔ پھر وبال ابتداع کا وہ جوش ہوا، کہ خیرات کو بھی بطور خیرات نہ رکھا، ریا و تفاخر اعلانیہ ہوتا ہے پھر وہ بھی یہ نہیں کہ سیدھی طرح محتاجوں کو دیں بلکہ چھتوں پر بیٹھ کر پھینکیں گے۔ روٹیاں زمین پر گر رہی ہیں، رزق الٰہی کی بے ادبی ہوتی ہے۔ پیسے مٹی ریتے میں گر کر غائب ہوتے ہیں۔ مال کی اضاعت ہو رہی ہے، مگر نام تو ہو گیا، کہ فلاں صاحب لنگر لٹا رہے ہیں اب بہار عشرہ کے پھول کھلے، تاشے باجے بجتے چلے۔ رنگ رنگ کے کھیلوں کی دھوم، بازاری عورتوں کا ہر طرف ہجوم، شہوانی میلوں کی پوری رسوم، جشن فاسقانہ یہ کچھ اور اس کے ساتھ خیال وہ پہ کہ گویا یہ سامان اچھا کام ہیں

حضرات شہدائے کرام علیہم الرضوان کے پاک جنازے ہیں :۔

اے مومنو اٹھاؤ جنازہ حسین کا

گاتے ہوئے مصنوعی کربلا پہنچے وہاں کچھ نوچ اتار باقی توڑ تاڑ دفن کر دیے یہ ہر سال اضاعت مال کے جرم و وبال جداگانہ رہے۔ اللہ تعالیٰ صدقہ حضرات شہدائے کرام کربلا علیہم الرضوان والثناء کا مسلمانوں کو نیک توفیق بخشے اور بدعات سے توبہ دے آمین۔

تعزیہ داری کہ اس طریقہ نامرضیہ کا نام ہے قطعابدعت وناجائز و حرام ہے ان خرافات کے شیوع نے اصل مشروع کو بھی اب مخدور و مخطور کر دیا۔ اس میں اہل بدعت سے مشابہت اور تعزیہ داری کی تہمت کا خدشہ اور آئندہ اپنی اولاد یا اہل اعتقاد کے لیے ابتلائے بدعات کا اندیشہ ہے۔

و ما یؤدی الی مخطور مخطور حدیث شریف میں ہے :۔

اتقوا مواضع التھم، لہٰذا دربارِ کربلائے معلٰی اب صرف کاغذ پر صحیح نقشہ لکھا ہوا محض بہ قصد تبرک بے آمیزش منہیات پاس رکھنے کی اجازت ہو سکتی ہے۔

و السلام علی من اتبع الھدی و اللہ سبحانہ و تعالی اعلم

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضاالبریلوی

عفی عنہ بالنبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

رکن شامی سے مٹی وحشت شام غربت
اب مدینہ کو چلو صبح دلآرا دیکھو

آبِ زمزم تو پیا خوب بجھائیں پیاسیں
آؤ جودِ شہ کوثر کا بھی دریا دیکھو

زیرِ میزاب ملے خوب کرم کے چھینٹے
ابرِ رحمت کا یہاں روز برسنا دیکھو

دھوم دیکھی ہے درِ کعبہ پہ بیتابوں کی
ان کے مشتاقوں میں حسرت کا تڑپنا دیکھو

مثل پروانہ پھرا کرتے تھے جس شمع کے گرد
اپنی اس شمع کو پروانہ یہاں کا دیکھو

خوب آنکھوں سے لگایا ہے غلاف کعبہ
قصرِ محبوب کے پردے کا بھی جلوہ دیکھو

واں مطیعوں کا جگر خوف سے پانی پایا
یاں سیہ کاروں کا دامن پہ مچلنا دیکھو

اولیں خانۂ حق کی تو ضیائیں دیکھیں
آخریں بیتِ نبی کا بھی تجلا دیکھو

زینتِ کعبہ میں تھا لاکھ عروسوں کا بناؤ
جلوہ فرما یہاں کونین کا دولہا دیکھو

ایمنِ طور کا تھا رکنِ یمانی میں فروغ
شعلہ طور یہاں انجمن آرا دیکھو

مہرِ مادر کا مزہ دیتی ہے آغوش حطیم
جن پہ ماں باپ فدا یاں کرم ان کا دیکھو

عرض حاجت میں رہا کعبہ کفیلِ الحجاج
آؤ اب داد رسیِ شہِ طیبہ دیکھو

دھو چکا ظلمتِ دل بوسہِ سنگِ اسود
خاک بوسی مدینہ کا بھی رتبہ دیکھو

بے نیازی سے وہاں کانپتی پائی طاعت
جوشِ رحمت پہ یہاں ناز گنہ کا دیکھو

ملتزم سے تو گلے لگ کے نکالے ارماں
ادب و شوق کا یاں باہم الجھنا دیکھو

غور سے سن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے مرے پیارے کا روضہ دیکھو

☆☆ منقبت ☆☆

مرزا شکور بیگ صاحب

احمد رضا کا تازہ گلستاں ہے آج بھی
خورشید علم ان کا درخشاں ہے آج بھی

عرصہ ہوا وہ مرد مجاہد چلا گیا
سینوں میں ایک سوزش پنہاں ہے آج بھی

ایمان پا رہا ہے حلاوت کی نعمتیں
اور کفر تیرے نام سے لرزاں ہے آج بھی

سب ان سے جلنے والوں کے گل ہو گئے چراغ
احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی

کس طرح اتنے علم کے دریا بہا دیئے
علماء حق کی عقل تو حیراں ہے آج بھی

مغموم اہل علم نہ ہوں کیوں تیرے لئے
جب علم خود ہی سر بگریباں ہے آج بھی

عالم کی موت کہتے ہیں عالم کی موت ہے
عالم جبھی تو سارا پریشاں ہے آج بھی

عشق حبیب پاک میں ڈوبا ہوا کلام
سرمایہ نشاط سخن داں ہے آج بھی

تم کیا گئے کہ رونق محفل چلی گئی
شعر و ادب کی زلف پریشاں ہے آج بھی

بعد وصال عشق نبی کم نہیں ہوا
روح رضا حضور پہ قرباں ہے آج بھی

بھر دی دلوں میں الفت و عظمت رسول کی
جو مخزن حلاوت ایماں ہے آج بھی

جو علم کا خزینہ کتابوں میں ہے تیری
ناموس مصطفیٰ کا وہ نگہباں ہے آج بھی

خدمت قرآن پاک کی وہ لاجواب کی
راضی رضا سے صاحب قرآں ہے آج بھی

للہ اپنے فیض سے اب کام لیجئے
[illegible] ہے آج بھی

وابستگان کیوں ہوں پریشان ان پہ جب
[illegible] ہے آج بھی

تم جان تھے چمن کی چمن وہ چمن کہاں
[illegible] ہے آج بھی

مرزا سر نیاز جھکاتا ہے اس لئے
[illegible] ہے آج بھی